بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ؑ

ترجمہ: جوکوئی مخالفت کرے رسول اللہ ﷺ کی بعد اس کے کہ ظاہر ہوگیا ہو، اس پر سیدھا راستہ اور وہ پیروی کرے سوا مومنین کے راستے کے ہم چھوڑ دیں گے اس کو اسی پر جس کو اس نے دوست رکھا ہے اور داخل کریں گے ہم اس کو جہنم میں وہ بری جگہ ہے پھیرنے کی (رہنے کی)

ماہنامہ الرشاد ہانگل شریف

شمارہ 4
جلد 1

ذی قعدۃ الحرام 1372ھ

مدیر: سید عیسیٰ قادری

فہرست مضامین

مضمون۔ قلمکار

عقائد۔ اعلیٰ حضرت

ازالۃ الوسواس۔۔۔

تاریخ کا ایک ورق

(ادارہ)

متفرقات

(ادارہ)

اہل سنت کا ماہوار مذہبی رسالہ

زیرنگرانی

اعلیٰ حضرت شمس العلما مولینا مولوی سید مقبول احمد شاہ قادری کشمیری رضی اللہ عنہ

قیمت: 50

ناشراول

انجمن اسلامیہ سنی حنفیہ ہانگل (ضلع دھارواڑ، صوبہ ممبی)

ناشر دوم

تنظیم الرشاد کنچگار محلہ ہانگل شریف (ضلع ہاویری، صوبہ کرناٹک) موبائیل: 08867928867

عقائد

پیوستہ بگزشتہ

(ازحضرت مولانا مولوی سید مقبول احمد شاہ قادری کشمیری علیہ الرحمہ)

عالم برزخ کا بیان

دنیا اور آخرت کے درمیان اور ایک عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں۔مرنے کے بعد سے لیکر قیامت تک تمام انس وجن کو حسب مراتب اس میں رہنا پڑتا ہے۔اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے۔جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو۔برزخ میں کسی کو آرام ہے کسی کو تکلیف۔عقیدہ ہر شخص کی جتنی زندگی مقرر ہے اس میں نہ زیادتی ہوسکتی ہے نہ کمی۔جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض روح کے لئے آتے ہیں۔اور اس شخص کے دائیں بائیں۔جہاں تک کہ نگاہ کام کرتی ہے۔فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں۔کافر کے دائیں بائیں عذاب کے۔اس وقت اسلام کی حقانیت ہر شخص پر آفتاب سے زیادہ روشن ہوجاتی ہے۔مگر اس وقت کا ایمان معتبر نہیں۔اس لئے کہ حکم ایمان بالغیب نہ رہا بلکہ یہ چیزیں مشاہدہ ہوگیئں۔عقیدہ۔مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن انسانی کے ساتھ باقی رہتا ہے اگرچہ روح بدن سے جدا ہوگئی مگر بدن پر جو گزرے گی روح ضرور اس سے آگاہ اور متاثر ہوگی۔جس طرح حیات دنیا میں ہوتی ہے۔بلکہ اس سے زائد۔دنیا میں ٹھنڈا پانی۔سرد ہوا۔نرم فرش لذیذ کھانا سب باتیں جسم پر وارد ہوتی ہے مگر راحت ولذت روح کو پہنچتی ہے۔تب ان کے عکس بھی جسم ہی پر وارد ہوتے ہیں۔الفت اور اذیت روح پاتی ہے۔روح کے لئے خاص اپنی راحت اور الم کے الگ اسباب میں جس سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے۔بیعینہ یہ سب حالتیں برزخ میں ہیں۔عقیدہ۔مرنے کے بعد مسلمانوں کے ارواح حسب مرتب مختلف مکانوں میں رہتے ہیں۔بعض کے قبور پر بعض کی چاہ زم زم شریف میں۔بعض کی آسمان وزمین کے درمیان۔بعض کے پہلے دوسرے ساتویں آسمان تک اور بعض کے آسمان سے بھی بلندی پر۔بعض کی زیر سایہ عرش کی قندیلوں میں۔بعض کی اعلیٰ علیین میں۔مگر کہیں بھی ہو اپنے جسم سے تعلق بدستور رہتا ہے۔جو کوئی قبر پر آئے اسے دیکھتے ہیں۔پہچانتے ہیں۔اور اس کی بات سنتے ہیں۔بلکہ روح کا دیکھنا قرب قبر ہی سے مخصوص نہیں۔اس کی مثال حدیث شریف میں یوں آئی ہے کہ ایک طائر پہلے قفس میں بند تھا اور اب آزاد کردیا گیا۔ائمہ کرام فرماتے ہیں۔

ان لانفوس الاقدسية اذاتجردت عن علائق لابدنيه اتصلت بال ملاء الاعلیٰ وتریٰ وتسمع لا کل مشاهده

بے شک پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں تو عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔حدیث شریف میں آیا ہے۔

اذا مات الموٴمن یتخلیٰ سربه ویسره حیث شاء

جب مسلمان مرتا ہے تو اس کی روح کی راہ کھول دی جاتی ہے۔جہاں چاہے جائے۔شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں روح راقرب بادمکانی یکساں ست۔کافروں کی خبیث روحیں۔بعض کی ان کے مرگھٹ پر ہی رہتے ہیں۔بعض کی برہوت میں کہ (یمن میں ایک نار ہے)۔بعض کی پہلی دوسری ----ساتویں زمین تک بعض کی اس سے بھی نیچے سجیں میں اور وہ بھی جہاں کہیں ہو۔جو اس کے مرگھٹ پر سے گذرے، اسکو دیکھتے ہی پہچانتی ہے۔بات سنتی ہے مگر کہیں جانے آنے کی اختیار نہیں کہ قید میں ہے۔عقیدہ۔یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا۔جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں محض باطل ہے اور اسکا ماننا کفر ہے۔عقیدہ۔موت کا معنی روح کا جسم سے جدا ہونا ہے۔نہ یہ کہ روح مرجاتی ہے۔جو

روح کو فنا مانے وہ بدمذہب ہے۔عقیدہ۔مردہ کلام بھی کرتا ہے۔اور اس کے کلام کو عوام جن وانسان کے سوا تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔ عقیدہ۔جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں تو اس وقت اس کو قبر دباتی ہے ۔اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسا ماں پیار سے اپنے بچے کو زور سے لپٹ لیتی ہے۔اور اگر کافر ہے تو اس کو اس زور سے دباتی ہے کہ ادھر کی پھسلیاں ادھر ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں۔عقیدہ۔جب دفن کرنے والے دفن کرکے چلے جاتے ہیں تو مردہ ان کے جوتیوں کی آواز سنتا ہے اس وقت اس کے پاس دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں۔انکی شکلیں نہایت ڈراونی اور ہیبت ناک ہوتی ہیں۔ انکے بدن کا رنگ سیاہ۔آنکھیں سیاہ اور نیلی ادیگ کے برابر۔شعلہ زن ہوتی ہیں۔اور ان کے بال سر سے پاؤں تک اور ان کے کئی دانت اور کئی ہاتھ کے۔جس سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں ان میں سے ایک کا نام منکر دوسرے کا نکیر ہے۔مردہ کو جھڑک کر اٹھاتے اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں سوال کرتے ہیں پہلا سوال۔**من ربک**؟ تیرا رب کون ہے؟ دوسرا سوال۔**ما دینک**؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیسرا سوال۔ **ما کنت تقولو فی ھذاالرجل**؟ ان کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟ مردہ مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب ی دیگا۔**ربی اللہ**۔میرا رب اللہ ہے۔دوسرے کا جواب **دینی الاسلام**۔میرا دین اسلام ہے تیسرے سوال کا جواب یہ دیگا۔**ھو رسول اللہ** ﷺ وہ تو رسول ﷺ ہیں۔ وہ کہیں گے تجھے کس نے بتایا؟ کہیگا۔میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔اس وقت آسمان سے ایک منادی ندا کریگا کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ جنت کی نسیم اور خوشبو اس کے پاس آتی رہے گی اور جہاں تک نگاہ پھیلے گی وہاں تک اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا تو سو جیسا دولھا سوتا ہے۔بعض گناہ گاروں پر عذاب وارد ہوگا ان کے گناہوں کے برابر۔پھر انکے پیران عظام یا۔مذہب کے امام اور اولیاء کرام کی شفاعت یا محض رحمت الٰہی سے جب وہ چاہے نجات پائیں گے اور بعض نے لکھا ہے کہ مومن عاصی پر عذاب قبر شب جمعہ آنے تک ہے۔اس کے آتے ہی اٹھا لیا جائے گا واللہ تعالیٰ اعلم

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جو مسلمان شب جمعہ یا روز جمعہ یا رمضان المبارک کے کسی دن یا رات میں مریگا۔سوال نکیرین و عذاب قبر سے محفوظ رہیگا۔اگر مردہ منافق ہے تو سب سوالوں کا جواب یہ دیگا۔**ھاہ ھاہ لا ادری** افسوس مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔**کنت اسمع الناس یقولون شیئا فاقول**۔میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا خود بھی کہتا تھا اس وقت پکارنے والا آسمان سے پکاریگا۔یہ جھوٹا ہے۔اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ۔اور آگ کا لباس پہناؤ۔اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔اس کی گرمی اور بھاپ اس کو پہنچے۔اور اس کو عذاب دینے کے لئے دو فرشتے مقرر ہونگے جو اندھے اور بہرے ہونگے انکے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوگا کہ اگر پہاڑ پر مارا جائے تو خاک ہو جائے اس سے اس کو مارتے رہیں گے۔نیز سانپ اور بچھو اسے عذاب پہنچاتے رہیں گے۔ اس کے اعمال اپنے مناسب شکل پر ہو کر کتا یا بھیڑیا یا اور شکل کے بن کر اس کو ایذا پہنچاتے رہیں گے۔مسلمان کو اعمال حسنہ محبوب صورت تشکل ہو کر انس ومحبت دیں گے۔عقیدہ۔عذاب قبر حق ہے۔اور تنعیم قبر حق ہے ۔جسم اور روح دونوں پر ہے۔جیسا کہ اوپر گذرا۔جسم اگر گل جائے خاک ہو جائے۔مگر اس کے اجزاء اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے۔اور مورد عذاب وثواب ہونگے اور انہی پر روز قیامت دوبارہ ترتیب جسم فرمائی جائیگی وہ کچھ ایسے باریک اجزاء ہیں کہ ریڑھ کی ہڈی میں جس کو **عجب الذنب** کہتے ہیں۔نہ کسی خردبین سے نظر آسکتے ہیں نہ آگ انہیں جلا سکتی ہے۔نہ زمین انہیں گلا سکتی ہے۔وہی تخم جسم ہے۔لہٰذا روز قیامت روحوں کا اعادہ اسی جسم میں ہوگا نہ جسم دیگر میں۔اجزاء کا گھٹنا بڑھنا جسم کو نہیں بدلتا۔جیسا بچہ کتنا چھوٹا پیدا ہوتا ہے۔پھر کتنا بڑا ہو جاتا ہے۔قوی ہیکل جوان بیماری میں گل کر کتنا نحیف رہ جاتا ہے۔پھر نیا گوشت پوست آکر مثل سابق ہو جاتا ہے۔ان تبدیلیوں سے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ شخص بدل گیا۔یوں ہی روز قیامت کا عود ہے۔وہی گوشت وہی پوست وہی ہڈیاں کہ خاک یا راکھ ہو گئی ہوں ان کے ذرّے کہیں بھی منتشر ہو گئے ہوں رب عزوجل انہیں جمع فرما کر اس پہلے ہیئت پر لا کر انہیں پہلے اجزاء اصلیہ پر جو محفوظ ہے ترتیب دیگا اور ہر روح کو اسی جسم سابق میں بھیجے گا۔ اس کا نام محشر ہے (محشر کے معنی جمع کرنا) عذاب وتنعیم قبر کا انکار وہی کریگا جو گمراہ بد دین ہے۔عقیدہ۔مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے

تو۔ جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا۔غرض کہیں ہو اس سے وہیں سوالات ہونگے۔اور وہیں ثواب وعذاب اس کو ملیگا۔ یہاں تک کہ کسی مردہ کو شیر کھا گیا ہو تو شیر کے پیٹ میں سوال وجواب ثواب وعذاب جو کچھ ہو وہیں ہوگا۔

مسئلہ انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اکرام وعلماء دین وشہداو حافظانِ قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبوبیت پر قائم ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی ہو اور وہ کہ اپنے اوقات میں درود شریف میں مستغرق رہتے ہوں ان سب کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ جو شخص انبیاء کرام کے بارے میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ مر کے مٹی میں مل گئے۔گمراہ۔بددین خبیث مرتکب توہین ہیں۔ جیسا مرتد اسماعیل دہلوی نے تقویت الایمان میں کہا ہے۔العیاذ باللہ نبی بھی مر کر مٹی میں مل گئے۔ یہ سب کچھ جو اس نے کہا نبی کریم ﷺ کے ارشاد مبارک کے خلاف ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا۔زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانے کو۔ کیونکہ وہ زندہ ہیں زندہ کو مٹی نہیں کھا سکتی۔اور فرمایا نبی کریم ﷺ نے اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق کھاتے ہیں۔مرتد اسمٰعیل دہلوی نے نبی کی توہین کی۔علماء کا اس میں اختلاف ہے۔فقہاومحدثین اس طرف کہتے ہیں اسکی توبہ قبول ہی نہیں۔بعض فقہا نے اسکی توبہ قبول ہونا ثابت کیا مگر محدثین کے نزدیک اسکی توبہ مقبول ہی نہیں۔

میعاد حشر کا بیان

بے شک زمین وآسمان انس وجن سب چیزیں ایک دن فنا ہونے والے ہیں صرف ایک اللہ تعالیٰ کے لئے بقا ہے۔دنیا کے فنا ہونے سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہونگے۔تین خسف ہونگے۔یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے۔ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں تیسرا جزیرہ عرب میں ۔۔اور نشانیاں علم دین اٹھ جایگا یعنی علماء اٹھا لئے جائیں گے۔جہل کی کثرت ہوگی۔زنا کی زیادتی ہوگی اور اس بے حیائی کے ساتھ زنا ہوگا۔جیسے گدھے جفتی کھاتے ہیں بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ نہ ہوگا۔مرد کم ہونگے عورتیں زیادہ۔یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس ساٹھ عورتیں ہونگے۔علاوہ اس بڑے دجال کے (جو آنے والا ہے)۔اور تیس دجال ہونگے کہ وہ سب دعویٰ نبوت کریں گے۔ حالانکہ نبوت ختم ہو چکی۔جس میں بعض گذر چکے۔جیسے۔مسلمہ کذاب۔طلحہ ابن خویلد۔اسود اعنسی، سجاح (ایک عورت کا نام) مگر وہ بعد کو اسلام لے آئی۔مرتد غلام احمد قادیانی وغیرہ۔اس غلام احمد قادیانی کے معتقدوں کو احمدی اور محمدی کہتے ہیں۔جو دو قسم پر ہیں۔ایک فرقہ مرتد غلام احمد قادیانی کو پیغمبر مانتا ہے اور دوسرا اس کو مجتہد مانتا ہے۔کافر کو مجدد ماننا بھی کفر ہے یہ دونوں جماعتیں احمدی اور محمدی دونوں اسلام سے خارج کافر ہیں۔اور دونوں کو قادیانی کہتے ہیں۔کیونکہ دونوں مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے والے ہیں۔اور جو باقی ہیں وہ ضرور ہونگے۔مال کثرت سے ہونگے۔نہر فرات اپنے خزانے کھول دیگی۔وہ سونے کے پہاڑ ہونگے۔ملک عرب میں کھیتی باغ اور نہریں جاری ہوجائیں گے۔ اس وقت دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا۔جیسا مٹھی میں انگار لینا۔یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کریگا۔کہ کاش میں اس قبرستان میں ہوتا۔اس وقت کہ زمانے میں برکت نہ رہے گی۔یہاں تک کہ سال مثل مہینہ کے، مہینہ مثل ہفتہ کے، ہفتہ مثل دن کے اور دن ایسا ہوگا جیسے کسی چیز کو آگ لگ گئی ہے اور بھڑک کر ختم ہوگئی ہے۔یعنی بہت جلد جلد وقت گذریگا۔زکوۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا۔اس کو تاوان سمجھیں گے۔علم دین پڑھیں گے مگر دین کے لئے نہیں۔مرد اپنی عورت کا تابعدار ہوگا۔ اولاد اپنے ماں باپ کی نافرمانی کریں گے۔اپنے دوستوں کے ساتھ میل جول رکھیں گے۔اور ماں باپ سے جدائی۔مسجدوں میں لوگ چلّا ئیں گے۔گانے باجے کی کثرت ہوگی۔اگلوں پر لوگ لعنت کریں گے۔انکو برا بھلا کہیں گے۔درندے جانور آدمیوں سے کلام کریں گے۔کوڑے کے پنچھی، جوتے کا تسمہ کلام کریگا۔اس کے بازار جانے کے بعد جو کچھ گھر میں ہوا بتادیں گے۔بلکہ خود انسان کی ران اسے خبر دے گی۔ذلیل جنکو بدن کا کپڑا پاؤں کا جوتا نصیب نہ تھے بڑے بڑے محلوں میں فخر کرتے رہیں گے۔مسلمان اور عیسائی ملکر چند شہروں کو فتح کریں گے۔ مسلمان کہیں گے فتح ہمارے سبب سے ہوئی۔کہ ہمارا دین حق۔نصاریٰ کہیں گے ہمارے صلیب کے سبب سے فتح ہوئی پھر مسلمان اور نصاریٰ کی جنگ شروع ہوجائے گی۔مسلمان شکست کھائیں گے۔قسطنطنیہ کو نصاریٰ فتح کریں گے۔دنیا میں ہر طرف کفر پھیلے گا۔جب ہر جگہ کفر کا

تسلط ہوگا اس وقت تمام ابدالی بلکہ تمام اولیاء اب جگہ سے سمٹ کر حرمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے صرف وہیں اسلام ہوگا۔ اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا۔ ابدال طواف کعبہ میں مصروف ہوں گے۔ اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں ہوں گے۔ اولیاء انہیں پہچانیں گے۔ ان سے درخواست بیعت کریں گے۔ دفعتاً غیب سے ایک آواز آئے گی۔

هذا خليفة الله ها مهدى فاستمعوا الهو و اطيعوا

یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ اس کی بات سنو۔ اس کا حکم مانو تمام لوگ ان کے دست مبارک پر بیعت کریں گے۔ ادھر بڑا دجال ظاہر ہوگا۔ چالیس دن میں حرمین شریفین کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرے گا۔ چالیس دن میں پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا دوسرا دن مہینے بھر کے برابر تیسرا دن ہفتہ بھر کے برابر باقی دن 23، 23 گھنٹے یعنی آجکل کے دنوں کے برابر ہوں گے۔ وہ بہت تیزی کے ساتھ سیر کرے گا۔ جیسے بادل جس کو ہوا اُڑا لیتی ہے۔ اس کا فتنہ بہت شدید ہوگا۔ ایک باغ اور ایک آگ اس کے ہمراہ ہوں گے۔ جن کے نام جنت دوزخ رکھے گا۔ جہاں جائے گا یہ بھی جائیں گے (ساتھ)۔ مگر جو دیکھنے میں جنت معلوم ہوگی۔ درحقیقت آگ ہوگی۔ اور جو جہنم دکھائی دیگا۔ وہ آرام کی جگہ ہوگی۔ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ جو اس پر ایمان لائے گا۔ اسے اپنے جنت میں ڈالے گا۔ اور جو انکار کرے گا۔ اسے اپنے جہنم میں داخل کرے گا۔ مردے جلائے گا۔ زمین کو حکم دے گا۔ وہ سبزی اُگائے گی۔ آسمان سے پانی برسے گا جو اس کے ساتھ ہوں گے۔ ان لوگوں کے جانور لمبے چوڑے خوب تیار اور دودھ والے ہوں گے۔ اور ویران میں جائے گا۔ تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح دل کے دل اس کے ہمراہ ہو جائیں گے۔ اس قسم کے بہت سے شعبدے دکھائے گا۔ اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے اور شیاطین کے تماشے جن کو وقت کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اسی لئے اس کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ حرمین طیبین میں جب جانا چاہے تو ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے۔ وہاں جو لوگ ظاہر مسلمان بنے ہوں گے اور دل میں کافر ہوں گے۔ اور وہ جو علم الٰہی میں دجال پر ایمان لا کر کافر ہونے والے ہیں وہ زلزلوں کے خوف سے باہر بھاگ جائیں گے۔ اور اس کے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ دجال کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی۔ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا۔ ک ف ر یعنی کافر جس کو ہر مسلمان پڑھے گا۔ اور کافر کو نظر نہ آئے گا۔ جب وہ ساری دنیا میں پھر پھرا کر ملک کو جائے گا۔ تو امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سب مسلمانوں کو جنہوں نے ان کے ساتھ بیعت کی تھی۔ ہمراہ لیکر شام کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے دو کپڑے زرد رنگ کے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر نزول فرمائیں گے۔ صبح کا وقت ہوگا۔ یا عصر کا حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی اس جماعت میں موجود ہوں گے۔ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو فرمائیں گے۔ آپ نماز پڑھایئے حضرت مسیح فرمائیں گے۔ آپ ہی نماز پڑھایئے میں صرف دجال کو قتل کرنے آیا ہوں پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نماز پڑھائیں گے۔ حضرت مسیح علیہ السلام مقتدی ہوں گے۔ اس سے اس امت کا افضل ہونا ثابت ہوا تمام انبیاء علیہ السلام کے امتوں پر۔ نبی ہو کر اس امتی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ وہ یعنی دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہو جائے گا۔ جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے۔ اور ان کی سانس کی خوشبو حد بصرہ تک پہنچے گی۔ وہ بھاگے گا یہ تعاقب فرمائیں گے باب لد کے پاس اس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے۔ اس سے وہ جہنم میں واصل ہوگا۔ بعد قتل دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم الٰہی ہوگا۔ کہ مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جاؤ اس لئے کہ اب کچھ ایسے لوگ ظاہر کئے جائیں گے۔ جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔

یاجوج ماجوج کا خروج

مسلمانوں کو کوہ طور پر جانے کے بعد یاجوج ماجوج ظاہر ہوں گے۔ یہ اس قدر کثیر ہوں گے ان کی پہلی جماعت بہرہ طبریہ پر جس کا طول دس میل ہوگا۔ جب گزرے گی اس کا پانی پی کر اس طرح سکھا دیں گے کہ دوسری جماعت بعد والی جب آئے گی تو کہے گی کہ یہاں پانی

کبھی نہ تھا پھر دنیا میں فساد قتل وغارت سے فرصت پائیں گے۔ تو کہیں گے زمین والوں کو قتل کر لیا اب آؤ آسمان والوں کو قتل کر لیں گے یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے۔ خدا کی قدرت ان کے تیر اُوپر سے خون آلودہ کریں گے۔ یہ انہیں حرکتوں میں مشغول ہوں گے۔ وہاں پہاڑ پر حضرت عیسیٰ علیہا السلام مع اپنے ساتھیوں کے محصور ہوں گے۔ یہاں تک کہ ان کے نزدیک گائے کے سر کی وہ وقعت ہوگی جو آج تمہارے نزدیک سو اشرفیوں کی نہیں۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ہمراہیوں کے دعا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کر دیگا۔ کہ ایک دم میں سب کے سب مر جائیں گے۔ ان کے مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اُتریں گے۔ دیکھیں گے کہ تمام زمین ان کی لاشوں بدبو سے بھری پڑی ہے۔ ایک بالشت مین بھی خالی نہیں، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام معہ ہمراہیوں کے پھر دعا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ایک قسم کے پرندے بھیجے گا وہ ان کی لاشوں کو جہاں اللہ تعالیٰ چاہے پھینک آئیں گے۔ اور ان کے تیر و کمان ترکش کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے۔ پھر اس کے بعد بارش ہوگی۔ زمین کو ہموار کر دے گی۔ زمین کو حکم ہوگا۔ اپنے پھلوں کو اُگاؤ اور برکتیں اُگل دے اور آسمان کو حکم ہوگا اپنی برکتیں اُنڈیل دے۔ تو یہ حالت ہوگی کہ ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی۔ اور اس کے چھلکے کے سایہ میں دس آدمی بیٹھیں گے اور دودھ میں برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک جماعت کو کافی ہوگا۔ ایک گائے کا دودھ قبیلہ کو اور ایک بکری کا دودھ خاندان بھر کو کفایت کرے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو مال دے گا۔ تو وہ قبول نہ کرے گا۔ نیز اس زمانہ میں عداوت حسد وبغض آپس میں بالکل نہ رہے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے یعنی صلیب کی پرستش کو حرام اور کفر فرمائیں گے۔ اور خنزیر کھانے کو حرام کریں گے۔ یہ دونوں چیزیں نصاریٰ اب کر رہے ہیں تمام اہل کتاب جو قتل سے بچیں گے۔ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ یعنی تمام جہاں میں ایک دین اسلام ہوگا۔ اور مذہب اہل سنت ہوگا۔ بچے سانپوں سے کھیلیں گے۔ شیر اور بکری ایک ساتھ چریں گے حضرت مہدی سات برس بعد انتقال فرمائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں چالیس برس تک امامت فرمائیں گے۔ نکاح کریں گے۔ اور اولاد بھی ہوگی۔ بعد وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور میں دفن ہوں گے۔ اور قیامت کے نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ دھواں ظاہر ہوگا۔ جس سے زمین وآسمان تک اندھیرا ہو جائے گا۔

دابۃ الارض کا نکلنا

یہ ایک جانور ہے۔ اس کا چہرہ اور ہاتھ انسان کی طرح ہوں گے اس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ کا عصا ہوگا۔ اور انگشتری سلیمان علیہ السلام ہوگی۔ عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نشان نورانی بنائے گا۔ اور انگشتری سے ہر کافر کے پیشانی پر ایک سخت سیاہ دھبہ اس وقت تمام مسلم وکافر علانیہ ظاہر ہوں گے۔ یہ علامت کبھی نہ بدلے گی۔ جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا۔ جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔

آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا

اس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔
اس وقت کا ایمان معتبر نہیں۔ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قیام بعد قیامت کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے۔ ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی جو لوگوں کے بغلوں کے نیچے سے گذرے گی۔ جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی۔ اور صرف کافر ہی کافر رہ جائیں گے۔ انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

اسمٰعیل دھلوی نے اس تقویت الایمان میں لکھا ہے کہ وہ ہوا چل گئی سب مسلمان مر گئے اس کے نزدیک اور زمین پر کوئی مسلمان نہیں رہا۔ اس دھلوی کا زمانہ غدّر کا زمانہ ہے۔ غدّر کے زمانہ سے اب تک جتنے مسلمان گزرے اور جتنے موجود ہیں۔ اور قرب قیامت تک ہونے والے ہیں۔ العیاذ باللہ اس نے ان سب کو کافر قرار دیا ہے۔ یہ خود بھی موجود تھا۔ اپنے آپ کو بھی کافر قرار دیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہے اگر اس میں کفر ہے تو خیر ورنہ یہ کفر کہنے والے کی طرف پلٹ جاتا ہے

یعنی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔بفضل تعالیٰ یہ سب مسلمان، مسلمان کامل تھے، اور ہیں، ان کے کافر کہنے والے کو نبی کریم ﷺ نے کافر فرمایا۔اسی لئے سرحد کے پٹھانوں نے اس کو محمد اسمٰعیل دھلوی کو کافر اور مرتد جان کر قتل کیا۔گلابی وہابیوں نے اس کو شہید کا لقب دیا۔مگر یہ گمراہ گلابی وہابی یہ نہ سمجھے شہید کے لئے ایمان ہونا شرط ہے۔کافر شہید نہیں ہوسکتا۔جس کو نبی کریم ﷺ کافر قرار دے وہ کیا شہید ہوسکتا ہے۔ہرگز نہیں یہ چند نشانیاں قیامت کی بیان کئے گئے۔ان میں بعض واقع ہو چکی اور بعض باقی ہیں جب خوشبو چلے گی تو ان چالیس برس میں کسی کو اولاد نہ ہوگی۔چالیس برس سے کم کا کوئی نہ رہے گا۔دنیا میں کافر ہی کافر رہیں گے۔اللہ کہنے والا کوئی نہ رہے گا۔کوئی اپنی دیوار لیپتا ہوگا کوئی کھانا کھاتا ہوگا غرض لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے۔کہ دفعتاً حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی رفتہ رفتہ بہت بلند ہو جائے گی۔لوگ کان لگا کر اس آواز کو سنیں گے بے ہوش ہو کر گر کر مر جائیں گے۔آسمان زمین پہاڑ جن ملک اور صور اور اسرافیل علیہ السلام اور تمام ملائکہ فنا ہو جائیں گے۔اس وقت سوا اس واحد حقیقی کے اور کوئی نہ ہوگا وہ فرمائے گا۔**لمن الملک الیوم۔** آج کس کی بادشاہت ہے۔کہاں ہیں جبارین کہاں ہیں متکبرین؟ مگر ہے کون جو جواب دے پھر خود ہی فرمائے گا۔**اللہ الواحد القھار** صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔پھر جب اللہ چاہے۔اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرمائے گا۔اور اس کے صور کو پیدا کر دے گا۔اور دوبارہ صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔بعض نے کہا ہے دونوں نفخوں میں چالیس برس کا عرصہ گذریگا۔دوبارہ صور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین ملائکہ انس و جن اور حیوانات موجود ہو جائیں گے۔سب سے پہلے حضور انور ﷺ روضۂ مبارک سے یوں برآمد ہوں گے۔دہنے ہاتھ میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ہاتھ بائیں ہاتھ میں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ہاتھ پھر مکۂ معظّمہ اور مدینہ منوّرہ کے مقابل میں مسلمانوں کو دفن کئے ہوئے ہیں۔سب کو اپنے ہمراہ لیکر میدان حشر میں تشریف لے جائیں گے۔ عقیدہ۔قیامت بیشک ہوگی اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ عقیدہ۔حشر صرف روح کا نہیں بلکہ روح اور جسم دونوں کا ہوگا۔جو کہے صرف روحیں اُٹھیں گے جسم زندہ نہ ہوں گے۔وہ بھی کافر ہیں۔ عقیدہ۔دنیا میں جو روح جس جسم کے ساتھ متعلق تھی۔اُسی روح کا حشر اُسی جسم میں ہوگا۔یہ نہیں کہ نیا جسم پیدا کر کے اس کے ساتھ روح کو تعلق دیا جائے۔عقیدہ۔جسم کے اجزاء اگر چہ مرنے کے بعد متفرق ہو گئے اور مختلف جانوروں کی غذا بنے ہوں گے۔مگر اللہ تعالیٰ ان کو جمع فرما کر قیامت کے دن اُٹھائے گا۔قیامت کے دن لوگ اپنے اپنے قبروں سے ننگے بدن ننگے پاؤں ناختنہ اُٹھیں گے کوئی پیدل کوئی سوار اور ان میں بعض تنہا سوار ہوں گے۔کسی سواری پر دو کسی سواری پر چار کسی پر دس ہوں گے۔کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدان حشر میں آئے گا۔کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لائیں گے کسی کو آگ جمع کرے گی۔یہ میدان حشر ملک شام کی زمین پر قائم ہوگا۔زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اس کے کنارے پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے پر دکھائی دے گا۔اس دن زمین تانبے کی ہوگی۔اور آفتاب ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔راوی حدیث نے فرمایا معلوم نہیں میل سے مراد سرمہ کی سلائی ہے یا مسافت کی اگر میل مسافت ہو تو کیا بہت فاصلہ ہے؟ اب سورج کئی ہزار برسوں کی راہ کے فاصلہ پر ہے۔اور اس وقت صرف آفتاب کی پیٹھ ہے پھر بھی جب کے اُوپر آجاتا ہے تو گھر سے باہر نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔اس وقت سورج کا منہ اس طرف ہوگا۔اس وقت ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا۔تپش اوپر گرمی کا کیا پوچھنا؟ اور اب مٹی کی زمین ہے۔مگر گرمیوں کی دھوپ میں زمین پر پاؤں نہیں رکھا جاتا۔اس وقت جب زمین تانبے کی ہوگی۔اور آفتاب کا اتنا قرب ہوگا۔اس کی تپش کون بیان کر سکے گا۔اللہ پاک پناہ میں رکھے دماغ کھولتے رہیں گے۔(باقی شمارہ پانچ میں۔)

اِزَالَۃُ الوَسواس مِن قلوبِ النّاس

(حضرت شمس العلماء مولٰنا مولوی سیّد مقبول احمد صاحب قادری کشمیری مدظلہ تعالیٰ)

سردارِ دو جہاں کا ارشاد ہے۔ آخری زمانے میں دجّال اور کذّاب نکلیں گے۔ لوگوں کو بہکانے کے لئے اور ایک حدیث بیہقی میں آیا ہے۔ قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک ابلیس بازاروں میں نہ پھرے یہ کہتے ہوئے حدیث میں یہ آیا ہے۔ وہ آیا ہے۔ ان حدیثوں سے مراد چھوٹے حدیثیں یا متروک العمل یا منسوخ حدیثیں لوگوں کو سناتے رہیں گے۔ تاکہ لوگوں میں فتنہ وفساد پیدا ہوجائے۔ اور یہ دجّال وہ دجّال نہیں جس کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے۔ اور یہ ابلیس وہ ابلیس نہیں ہے جس نے آدم علیہ السلام کی تنظیم بجانے لائے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی بنا پر درگاہِ خداوندی میں راندہ گیا۔ بلکہ انسانوں کی طرح انسان ہیں۔ لوگوں کو گمراہ کرنے میں ان کے حرکات وسکنات افعال واقوال دجّال وابلیس کی طرح ہوں گے۔ کذاب ودجّالوں کی ایک ٹکڑی مسلمانوں کو یوں بہکاتی ہے۔ مثلاً مصحف عثمانی اس قرآن مجید کو کہتے ہیں۔ جو مسلمانوں کے ہاں موجود ہیں۔ وہ ٹکڑی یوں کہتی ہے۔ اس مصحف میں نسبت ہیں "حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرف یہ حضرت عثمان کا مصحف ہوا" نعوذ باللہ یہ وہ قرآن نہیں ہے۔ جو رسول ﷺ پر نازل ہوا۔ کیا نبی ﷺ مصحف عثمانی پر عمل کرتے تھے۔ ان کذاب ودجّالوں کو کہو۔ اے دجّالو! سنو یہ وہی قرآن کریم ہے جو رسول ﷺ پر نازل ہوا۔ جس پر نبی کریم ﷺ اور ابا بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم عمل کرتے تھے مگر اس قرآن کریم کو اس وقت مصحف عثمانی نہیں کہتے تھے اور جب حضرت عثمان نے اس قرآن کریم کو جمع کیا اور ترتیب دیا۔ یہ قرآن مجید مصحف عثمانی کہنے لگا۔ اہل عرب کا قاعدہ ہے۔ ایک چیز کو کسی دوسری چیز کی طرف نسبت کرتے ہیں * (عبارت واضح نہیں ۔)۔ جب دونوں چیزوں کی آپس میں کوئی مناسبت ہو۔ اگرچہ کہ کم ہی ہو۔ اس قرآن مجید کو جو حضرت عثمان کی طرف نسبت ہے۔ صرف اس جمع اور ترتیب کے سبب سے ہے۔ اگر کوئی مسلمان اس مصحف عثمانی کے ایک حُرف کو یا ایک لفظ کو انکار کرے گا۔ وہ اسلام سے خارج ہوگا۔ ان کے بعد ایک دوسری ٹکڑی اٹھتی ہے۔ وہ یہاں مسلمان کو بہکاتی قرآن مجید پر عمل کرو، حدیث کی کوئی ایک کتاب رسول ﷺ کے زمانے میں موجود نہ تھی۔ ان کی حدیثیں نہ رسول ﷺ کی حدیثیں ہیں۔ بلکہ ان کے وہ حدیثیں مولفین کی ہیں جن کے طرف وہ کتابیں منسوب ہیں، مثلاً بخاری، یہ کتاب محمد بن اسمٰعیل بخاری کی طرف منسوب ہیں۔ اس میں انہیں کی حدیثیں ہیں۔ کیا رسول ﷺ بخاری پر عمل کرتے تھے۔ کیا حضرت ابا بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بخاری پر عمل کرتے تھے۔ باقی صحابہ وتابعین وتبع تابعین بخاری پر عمل کرتے تھے ان زمانوں میں امام بخاری کے وجود کا پتہ ہی نہیں۔ ان کی کتاب کے وجود کا پتہ کہاں سے ہوتا۔ ان دجالوں وکذابوں سے کہو ان کتابوں کی حدیثیں رسول ﷺ کی حدیثیں ہیں۔

جو خود رسول ﷺ نے فرمایا، اور عمل کیا جن پر خلفائے اربع اور باقی صحابہ وتابعین عمل کرتے تھے اور علمائے مجتہدین ومحققین نے عمل کیا۔ اور کتاب اللہ کے بعد حدیثوں کو دوسرا اصل گردوانتا مگر اس زمانے میں ان حدیثوں کو بخاری کر کے نام نہیں تھا۔ جب امام بخاری نے رسول ﷺ کے چند ہزاروں حدیثوں کو اپنی نیک نیتی سے اور جن کو مناسب سمجھے ان دونوں جلدوں میں جمع کیا۔ اس تالیف اور ترتیب کے سبب سے ان چند ہزاروں ہزار حدیثوں کو امام بخاری کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور انہیں کو بخاری کہتے ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس باقی خمسہ بلکہ سب کتب حدیث کا یہی حال ہے۔ جو مذکور ہو چکا ہے۔ اس کے بعد تیسری ٹکڑی اٹھتی ہے۔ اس نے اپنے آپ کو ظاہری صورت میں اچھی طرح بنائی، مونچھیں منڈوا ڈالی جو علماء کے نزدیک بدعت ہے۔ چنانچہ کتب فروع میں موجود ہے۔ اس لئے حدیث میں آیا ہے، مونچھوں کو کم کرو۔ انہوں نے اس حدیث کے خلاف کیا۔ مونچھوں کو مونڈ وا ڈالے یا ایسا باریک بنوا دیا کہ مونڈ ھتے

ہیں۔اور باریک بنوانے میں فرق نہ رہا۔حدیث چاہتا ہے کہ کچھ باقی رہے۔یعنی ہونٹوں سے جوزاید ہیں۔وہ کتر ادے۔اس میں نصاریٰ سے تشبیہ بھی نہیں اور چہرے کی رونق بھی رہے۔اس حدیث کے بھی خلاف ہیں۔کہ چہرے کی رونق نہ بگاڑ وخواہ مردے کی ہو یا زندے کی۔مونچھیں مونڈوانے سے چہرا بے رونق اور بندر کے منہ کی طرح ہو جاتا ہے۔اور داڑھی اس قدر لمبی چھوڑتے ہیں۔بعضے بال ناف تک لٹکتے رہتے ہیں۔بعض بال تھوڑ ہی کے پاس ہی رہتے ہیں یہ آدمی ضرورت کے بیٹھنے کے وقت میں اگر نیچے دیکھا اور غفلت کی، اتنی دیر میں آدھی داڑھی پیشاب میں تر بتر ہوجاتی ہوگی۔اور یہ اس قدر لمبی داڑھی بھی اس حدیث ترمذی کے خلاف ہے۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ریشۂ مبارک سے لمبائی اور چوڑائی سے لیتے تھے۔یاخذمن الحتة طولا و مرضاً، اور اس حدیث کے بھی خلاف ہیں۔جس میں آیا ہے یہود ونصاریٰ کے خلاف کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ، مونچھوں کو پست کرو۔داڑھی کے منڈوانے میں عام نصاریٰ کے ساتھ تشبیہ ہوجاتی ہے۔اس قدر لمبے چھوڑنے سے خاص نصاریٰ کے ساتھ یعنی پادریوں کے ساتھ تشبیہ ہوجاتی ہے۔اور اس حدیث کے بھی خلاف ہیں۔جس میں آیا ہے، مشرکین کے خلاف کرو۔داڑھیوں کو برھاؤ مونچھوں کو کم کرو۔اس بے حد داڑھی لمبی چھوڑنے میں تشبیہ ہوجاتی ہے۔سکھوں کے ساتھ جو مشرک ہیں۔بلکہ افضل داڑھی کے بارے میں وہ ہیں جو علماء نے فرمایا ہے، یعنی اندازاً قبضے کے برابر ہو۔اس سے جوزاید ہووہ کتر واڈالے اور اس میں کسی کے ساتھ تشبیہ لازم نہیں آتی۔غرض تیسری ٹکڑی اٹھتی ہے سر کوٹنڈ کرائے ہوئے۔پیشانی پر سیاہ داغ جمائے ہوئے مونچھیں مونڈوائے ہوئے ناف تک داڑھی لٹکائے ہوئے کسی دیہات یا قریہ کی مسجد میں طاعون کی طرح نازل ہوئے ہیں۔اگر اس قریہ میں کوئی سمجھدار آدمی ہو وہ اس کی بے رونق صورت دیکھ کر پہچانتا ہے کہ یہ کوئی بدعتی ہے۔فوراً اس کو مسجد سے نکال ڈالتا ہے۔یہ نکالنا نماز پڑھنے کے لئے نہیں ہے۔بلکہ اس واسطے کہ بدعتی ہیں کہ وہ دوزخیوں کے کتّے ہیں۔کتّے کو مسجد سے نکالنا ہر مسلمان کا کام ہے۔اور اس کے وہاں رہنے سے فتنہ وفساد مسلمانوں میں پھیلتا ہے۔اور اس کو مسجد سے نکالنا گویا کہ فتنہ وفساد کو نکالنا ہے۔اگر اس قریہ میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں سب سادہ لوح ہیں۔وہ اول ان کی صورت اور بندر جیسا منہ دیکھ کر گھبراتے ہیں۔وہ ان کو ملائم اور نرم باتوں سے اپنے پاس بلاتا ہے۔اول انکا حال دریافت کرتا ہے۔اور پوچھتا ہے۔کہ تم کیا کام کرتے ہو۔اور تمہارے قریہ میں کتنے مسلمان کے گھر ہیں۔اتنی دیر میں وہ چار آدمی جمع ہوجاتے ہیں۔یا ایک یا دو روز کے بعد ان سے پوچھتا ہے۔تم کونسا مذہب رکھتے ہو۔وہ جواب دیتے ہیں۔ہم حنفی ہیں۔پھر پوچھتا ہے۔یہاں کوئی شافعی بھی ہیں۔وہ جواب دیتے ہیں۔یہاں کوئی نہیں فلانے قریہ میں ایک دو گھر ہونگے۔یہ سنکر بوزینہ منہ والا ہونٹوں میں ہنستا ہے اور کہتا ہے۔یہ چار امام ہمارے بزرگ اور پیشوا ہیں۔ہم ان کی بڑی تعظیم اور ادب کرتے ہیں۔یہ تمہید ہے وسوسہ ڈالنے کا اب وسوسہ ڈالتا ہے۔اور یوں کہتا ہے۔ان چار اماموں میں پہلا امام ابوحنیفہ ہیں جو کوفہ میں ہجری کہ 70 سنہ یا 80 ھجری میں پیدا ہوئے۔ہجری کے 150 سنہ میں بغداد میں انتقال فرمائے۔ان کے بعد امام مالک جو مدینہ منورہ میں ہجری کے 93 سنہ میں پیدا ہوئے وہیں 169 سنہ ھ میں انتقال فرمائے۔ان کے بعد امام شافعی جو مصر میں ہجری کے 150 سنہ میں پیدا ہوئے وہیں 204 سنہ ھ میں انتقال فرمائے۔ان کے بعد امام حنبلی جو بغداد میں 164 سنہ میں ہجری کے پیدا ہوئے۔اور وہیں 241 سنہ ھ میں انتقال فرمائے۔ان اماموں سے جو ستر یا اسی برس گزر گئے۔وہ لوگ کونسے طریقہ پر تھے۔کیا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنفی یا مالکی یا شافعی وغیرہ تھے۔کیا حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حنفی یا مالکی تھے۔کیا صحابہ یا تابعین حنفی یا مالکی یا شافعی وغیرہ تھے۔خبردار رہو ابلیس کو جب ملعون بنا دیا گیا۔ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھائی میں تیرے بندوں کو گمرہ کر کے چھوڑں گا۔مگر تیرے خاص بندوں پر میرا قابو چلتا نہیں اسی طرح اس فرقے نے بھی قسم کھائی ہے کہ ہم اپنے ایمان کو کھو بیٹھے ہیں۔دوسرے بے علم مسلمانوں کے ایمان کو بھی برباد کر کے چھوڑیں گے ان دجال وکذابوں کو کھو دجال و کذابو یہ چاروں طریقے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں؟۔انہیں چار طریقوں کے اوپر سب صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین تھے۔اور اسلام سوائے ان چار طریقوں کے اور کوئی طریقہ ہرگز کہیں ثابت نہیں بدلیل تواتر جو سب دلیلوں سے اعلیٰ وارفع ہے۔مگر ان چار طریقوں کو ان چار اماموں سے

پہلے یہ نام نہیں ہے۔ جیسا کہ مصحف عثمانی اور بخاری کے متعلق سمجھا کر آیا ہوں۔

جب مجتہدین ومحققین نے ان چار طریقوں کو اپنے اپنے زمانے میں جمع کیا۔ اور ترتیب دیا اور تدوین کیا۔ اور یہ چار طریقے ان چار اماموں کی طرف منسوب ہو گئے اور ان چار اماموں کے نام ان چار طریقوں پر پڑا۔ صرف ترتیب وتدوین کے سبب سے ہیں۔ یا یوں سمجھ لیجئے ان چار طریقوں کے بانی خود نبی کریم ﷺ ہیں۔ اس بنا پر صحابہ اور تابعین نے ایک قلعہ تعمیر کیا اس قلعے کی مرمت ائمہ اربعہ نے اپنے اپنے زمانے میں ایسی کی کہ تا قیام قیامت گرنے نہ پائے۔ اور اس قلعہ کے اندر تمام مسلمان محفوظ ہیں۔ ان مسلمانوں کو سب وہ چیزیں خواہ دینی ہو یا دنیوی ہو اس قلعے کے اندر میسر ہیں، ان کو اس سے باہر جانے کی کوئی ضرورت نہیں جس نے اس قلعہ سے باہر قدم رکھا۔ اور اس سے علیحٰدہ ہوا۔ وہ ہلاک ایسا ہو جائے کہ وہ ابدالآباد تک خسارہ اور گھاٹے میں رہے گا۔ اسی طرف سردار دوجہاں کا اس ارشاد کا اشارہ ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔ جیسی بھیڑیا ہوتی ہے۔ اور اسکو ہلاک کر دیتی ہے۔ بکریوں کو پکڑ لیتی ہے۔ بھیڑیا اس بکری کو جو اپنی ریوڑ اور جماعت سے علاحدہ ہو جاتی ہے اس کو ہلاک کر دیتی ہے۔ آگے حضور ﷺ نے امت کو بچانے کا طریقہ ارشاد فرمایا۔ بچاؤ اپنے آپ کو مختلف راستوں سے اور مختلف راستوں کو بچاؤ اپنے آپ سے تمہارے اوپر لازم اور واجب ہے۔ بڑی جماعت کی پیروی، یہ اشارہ ہے۔ اس قلعۂ مذکور کی طرف اگر اس قلعے سے باہر قدم رکھو ہلاک ہو جاؤ اس طرح جو بکری اپنی جماعت چھوڑنے سے ہلاک ہو جاتی ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ بڑی جماعت کی پیروی کرو جس نے بڑی جماعت کو چھوڑ دیا جہنم واقع ہوا۔ مراد بڑی جماعت سے جس میں بڑے بڑے علماء وفضلاء وفقاء ومحدثین ہو۔ جتنے علماء فضلاء فقہاء ومحدثین گذرے ہیں۔ انہیں چار مذہبوں کے پیرو مقلد تھے۔ چنانچہ تمہارے مقلد بفتح لام اور قائد نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی کو جب مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے ناطقہ بند کیا۔ مجبور ہو کر زبان سے حق بات نکلی۔ اور قلم سے لکھدیا۔ کہ اصحاب صحاح ستہ انہیں ائمہ اربعہ کے کسی کے مقلد اور متبع تھے۔ اور نواب صاحب مذکور نے مجبوری کی حالت میں غیر اللہ یعنی قاضی شوکانی صاحب سے استمداد چاہی جو تمہارے ہاں کفر وشرک ہیں۔ معلوم نہیں تم نواب صاحب پر کیا حکم لگاتے ہو۔ وہ تمہارے پیشوا ہے۔ نواب صاحب یوں التجا قاضی شوکانی کی طرف فرماتے ہیں صاحب سنن مدد قاضی شوکانی مدد سے قاضی مذکور کو کچھ مدد نہ کر سکا۔ علامہ لکھنوی کے مقابلے میں شکست کھا گئے۔ جو چاہے۔ نواب صاحب مذکور کے تصنیفات دیکھ کر اطمینان کر لئے۔ رسول ﷺ کے ان چار طریقوں کو جو ان چار اماموں کی طرف منسوب ہیں۔ جو سبیل المومنین سے روگردانی کرے گا۔ اللہ پاک اسکو جہنم میں داخل کرے گا۔

نبی کریم ﷺ نے ان چار طریقوں پر چلنے والوں کو ہمیشہ حق پر رہنے والی جماعت اور جنت میں جانے والی جماعت نام رکھا ہے۔ بمقابلہ 72 ناریوں کے اس پر اگر کہو گے فرقۂ ناجیہ ایک ہی فرقہ یہ تو چار ہیں (ج) باعتبار معدن ومنبع اور بنا کے یہ چار ایک ہی فرقہ ہیں۔ ان چاروں کے اصول ایک ہی ہیں۔ یعنی قرآن حدیث وغیرہ شئی اور فرع اپنے اصل کی طرف منسوب ہوا کرتی ہیں۔ مثلاً ایک درخت جس کو چار شاخ ہوں۔ ان چار شاخوں کو تنے کی طرف نسبت کر کے ایک ہی درخت کہتے ہیں۔ گو چار شاخ نظر آتے ہیں۔ چار شاخوں کے عتبار سے یہ ایک درخت مستقل چار درخت نہ کہلائے گا۔ اگر کوئی اس کو چار درخت کہے۔ لوگوں کے نزدیک بیوقوف کہلائے گا۔ علماء نے ان چار طریقوں پر چلنے والوں کو اہل حق نام رکھا ہے۔ بمقابلے اہل باطل کے یعنی قدری و معتزلہ وغیرہ کے ان چار طریقوں پر چلنے والوں کو علماء نے اہل سنت و الجماعت بھی رکھا ہے۔ بمقابلہ شیعی اور خوارجی اور جبری اور وہابی کے اس لئے ان میں سے بعض سنت کے منکر ہیں۔ خصوصاً خلفائے راشدین کے مثلاً بیس رکعے تراویح کو ان لوگوں نے نام رکھا ہے بدعت عمری، ان میں سے بعض پڑھتے ہی نہیں بعض نے تہجد کے آٹھ رکعت نماز کو تراویح نام رکھا ہے۔ اور جمعہ کے روز آج کل پہلی اذاں دی جاتی ہے۔ اس کا نام رکھا ہے بدعت عثمانی۔ ان کے ہاں یہ اذاں نہیں ہوتی اور اجماع امت کے بھی منکر ہیں۔ چنانچہ چار مذہبوں کے اوپر اجماع امت ہو چکی یہ سب اس کے منکر ہیں۔ اور ان چار مذہبوں پر چلنے والوں کو مطلق سنی بھی بولا جاتا ہے بمقابلے ان تمام فرقہ بدعتیوں کے جو اوپر مذکور ہو چکے ہیں۔

چنانچہ علامہ تمرتاشی شیخ عبداللہ تنویر الابصار میں ذبح کے
بحث میں کس کا ذبح جائز اور کس کا ناجائز فرماتے ہیں۔ ولا جبری
البحر ومنی نہیں ذبح جائز جبری مذہب والے کا جس کا باپ سنی ہو یعنی
باپ ان چار مذہبوں میں سے کسی ایک مذہب کا پیرو ومقلد تھا۔ بیٹے نے
یہ مذہب چھوڑ کر جبری ہوا۔ اس کا ذبح جائز نہیں۔ یہی حکم وہابی کا بھی ہے
۔ جس کا باپ چار مذہبوں میں سے کسی ایک مذہب کا مقلد تھا۔ بیٹا وہابی
ہوا اس کا ذبح بھی جائز نہیں بلکہ ایک بدعتی کا یہ حکم ہے۔ جب چار مذہبوں
میں سے کسی مذہب کو چھوڑ دے جس پر اس کا باپ تھا۔ اس فرقہء بدعتی
میں مل جائے۔ اس وقت ان کی بدعت کفر تک پہنچ گئی حدیث نے کفران
کی طرف لوٹا دیا۔ وہ اپنی زبان سے کافر بنتے رہتے ہیں۔ مگر ہم ان کو
کافر نہیں کہتے صاحب درالمختار شرح میں اس کی یوں وجیر لکھی ہے کہ یہ
آدمی جبری مذہب اختیار کرنے سے مرتد کی طرح ہوا۔ مرتد کا ذبح جائز
نہیں گو اہل کتاب یہود اور نصاری کا ذبح جائز ہے۔ کیوں کہ وہ مرتد نہیں
اگر اس جبری کا بیٹا ذبح کرے وہ جائز ہے۔ کیوں کہ وہ مرتد نہیں بشرط
یکہ اس سے کسی طرح کفر کلمات صادر نہ ہوں یا کسی ضرورت دین کا انکار
نہ ہو ورنہ یہ تو کافر ہے۔ اس کا بھی ذبح جائز نہیں۔ اس لئے وہ اپنے باپ
کے مذہب چھوڑنے سے مرتد کی طرح ہوا۔ مرتد کا ذبح جائز نہیں۔ اگر
وہابی کا بیٹا ذبح کرے وہ جائز ہے۔ بشرط مذکور بالا کے کیوں کہ وہ مرتد
نہیں وہ اپنے باپ کے مذہب پر ہے۔ اہل کتاب کی طرح بلکہ سب
بدعتی فرقوں کا یہ حکم ہے۔ جو مذکور ہو چکا۔ علامہ مصری رحمت اللہ علیہ شرح
درمختار کے حاشیہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ جنت جانے والی جماعت
آج کے دن مجتمع ہو چکی ان چار مذہبوں میں وہ حنفی ہیں، مالکی ہیں شافعی
ہیں اور حنبلی ہیں جو کوئی ان چار مذہبوں سے خارج ہوگا۔ وہ اس زمانے
میں بدعتی اور جہنمی ہے۔ اور غور فرمائے عبارت مذکور پر پس وہابی کیوں
سنیوں میں داخل ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ان عبارت مذکور الصدر کے جو کہ
نص صریح ہے۔ وہابیوں کے سنیوں سے خارج ہونے میں وہابیوں
کا اعتقاد ہے کہ تقلید مجتہدین کفر اور شرک ہے نعوذ باللہ تقلید کرنے والے
کافر ومشرک ٹھہرے نہ آمر تقلید بچا یعنی اللہ ورسول ﷺ نہ مامور بچا
یعنے کوئی مسلمان صحابہ سے لے کر تا قیام قیامت ان کے نفس بھی نہیں اس
حکم سے چار سے مذہب والے جن کو کہتے ہیں یہ سب کے سب مقلد
ہیں۔ خاک بدہن۔

یہ سب نعوذ باللہ کافر ومشرک ہیں پھر اپنے آپ کو سنیوں
میں کیوں داخل کرتا ہے۔ علامہ امین الدین بن عابد شامی قدس سرہ سامی
ردالمختار جلد ثالث کتاب الجہاد زیر بیان خوارج وہابیوں کو خوارجوں میں
شمار کیا۔ یہ عبارت علامہ مذکور کی نص صریح ہے۔ وہابیوں کے خوارجوں
میں ہونے کے۔ اب اگر کوئی سنیوں میں شمار کرے گا وہ بڑا ظالم ہوگا۔

اب ایک مسئلہ ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اگر کوئی
مسلمان بحالت اسلام نعوذ باللہ کفر یا شرک کرے۔ اس کا نکاح
جاتا رہتا ہے اور بلا توبہ وتجدید نکاح کے اگر اپنی عورت سے صحبت کرے
یہ حرام ہوگا۔ اس سے جو اولاد ہوگی وہ حرام کہلائے گی۔ یہ تو سب مسلمان
اچھی طرح جانتے ہیں۔ زید کا باپ دادا اور پڑ دادا مومن، مسلمان صالح
متقعد تھے۔ زید کا اعتقاد ہے تقلید کرنا، کفر وشرک ہے۔ زید کے نزدیک
زید کے باپ دادا وغیرہ نے بحالت اسلام کفر وشرک کی یعنی تقلید کی
زید کے نزدیک زید کے باپ دادا وغیرہ کا نکاح جاتا رہا۔ انہوں نے
اپنی بیویوں سے صحبت کی وہ حرام ہوگئی۔ اس سے جو اولاد ہوگی وہ اولاد
حرام کہلاتی ہے۔ میں زید کو زید کی تحریر وتقریر سمجھا رہا ہوں، زید نے
زبان سے بولا اور قلم سے لکھدیا۔ مگر اس کو نہ سمجھا یہ بات کہاں سے کہاں
تک پہنچ جاتی ہے۔

خلاصہ یہ زید کی تحریر وتقریر کا یہ ہے کہ جس باپ دادا وغیرہ
نے زید کو جان مال سے پرورش کیا۔ جب زید جوان ہوا تو زید نے نمک
حرامی کی اپنے باپ دادا وغیرہ کو فاسق وفاجر حرامی کہا۔ اپنے ماں باپ
جو واجب التعظیم ہیں۔ ان کو ایسی تحقیر وتوہین تذلیل کرنا۔ نہ اپنی عزت
کی پرواہ نہ اپنے ماں باپ کی عزت کی پرواہ۔ اپنی زبان سے اپنے
واسطے اقرار کرنا کہ میں ولدالزنا (حرامی) ہوں۔ ایسی اولاد پر اللہ کی
مار اور اللہ کی پھٹکار ہو۔ اسی کو کہتے ہیں۔ نمک خواروں ونمک داں
راشکستن۔ یہ حکم مذکور ہر اس شخص کے واسطے جاری وساری ہیں
جو تقلید کو کفر اور شرک کہتا ہو۔ فلیدیح نادیہ سندیح الربانیہ۔

نوٹ

وہابی سے مراد وہ فرقہ ہے جس کو داونگیرہ، ہری ہر، اور ضلع

دھارواڑ آلور، ہانگل وغیرہ میں ٹنڈا کہتے ہیں۔ ٹنڈا گنے کے اس حصے کو کہتے ہیں جس میں پتے ہوتے بے مزہ ہوتا ہے۔ جس کو کاٹ کر پھینک دیتے ہیں۔ اس فرقہ کو انہوں نے یہ نام اس واسطے رکھا جس گھر میں یہ مذہب والا پیدا ہوتا ہے۔ اس گھڑی میں بدمزگی پیدا ہوتی ہے۔ باپ بیٹے میں لڑائی عورت مرد میں لڑائی بھائی بھائی میں لڑائی محلے میں لڑائی جماعت میں تفرقہ پڑتا ہے۔ جماعت والے ان کو مسجد سے نکال دیتے ہیں۔ پھر یہ دو تین گھر والے مل کر ایک انچ ڈیڑھ انچ کی مسجد علیٰحدہ بنا لیتے ہیں۔

نعت پاک

از جناب نجمی بریلی

محمد نہ رب ہے نہ رب سے جدا ہے
بشکل بشر رحمت کبریا ہے
گلستان طیبہ کے دلکش نظارے
یہاں مجھ کو جنت کا دھوکہ ہوا ہے
میری عید دراصل محشر میں ہوگی
وہ موقعہ محمد کے دیدار کا ہے
یہ ناما کہ اعمال اچھے نہیں ہیں
تمہارے کرم کا مگر آسرا ہے
سفینہ ہمارا پھنسا ہے بھنور میں
بچایا محمد کہ اب ڈوبتا ہے
ہمارے گناہوں کے دھونے کو دیکھو
مدینہ سے رحمت کا بادل اٹھا ہے
مجھے نار دوزخ کا کیا خوف نجمی
میرے دل پہ محمد لکھا ہے

نعت

از جناب ہاشم صاحب بدایوتی

چشم رحمت کا اشارا ہوگیا
اپنی بخشش کا سہارا ہوگیا
ماہ بطحا جلوہ آرا ہوگیا
نور قدرت آشکارا ہوگیا
جلوہ ساماں دل ہمارا ہوگیا
سبز گنبد کا نظارا ہوگیا
آمنہ کے چاند جلووں سے ترے
بدر کا ہر زرہ تارا ہوگیا
ہوگئی کافور ظلمت دھر سے
چاند جب وہ عالم آرا ہوگیا
مرحبا جاہ و جلال دین حق
زور باطل پارا پارا ہوگیا
دیکھنا اعجاز انگشت نبی
سورج الٹا چاند پارا ہوگیا
جان عیسیٰ تیرا انداز کرم
زندگی کا ایک سہارا ہوگیا
روبہ قبلہ ہوگئے واصل بحق
ختم افسانہ ہمارا ہوگیا
رکھ دیا سر جب در پُر نور پر
داغِ پیشانی ستارا ہوگیا
نا خدا جب ناؤ کے تم بن گئے
دامن دریا کنارا ہوگیا
لطف اکرم شہِ دیں کے نثار
ہو گیا ہاشم گذارا ہوگیا

تاریخ کا ایک ورق

از ادارہ

حالات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خانگی زندگی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مستقل خانہ داری کی زندگی اس وقت سے شروع ہوئی جب کہ مسلمانوں کی بزرگ ماں سیدہ جنت حضرت فاطمہ کے ساتھ ایک علاحدہ مکان میں رہنے لگے۔اس سے پہلے آپ حضور ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اس لئے کہ کسب معاش کے لئے آپ کو کسی جدوجہد کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ہجرت کے بعد جب حضرت فاطمہ سے شادی قرار پائی تو طعام ولیمہ کی فکر دامن گیر ہوئی ۔چنانچہ قرب وجوار کے جنگل سے اونٹ پر گھاس لاکر بیچنے کا ارادہ کیا ،حضرت حمزہ نے ایک دن ان کی اجازت کے بغیر اس اونٹ کو ذبح کر کے لوگوں کو کھلا دیا۔حضرت علی نے دیکھا تو ان کو نہایت صدمہ ہوا کیونکہ آپ کے پاس صرف دو اونٹ تھے۔آخر زرہ بیچ کر سامان کیا۔اس زرہ کی قیمت بھی روپیہ سوا روپیہ سے زیادہ نہ تھی۔شادی کے بعد جب علاحدہ مکان میں رہنے لگے تو حصول معاش کی فکر لاحق ہوئی۔چونکہ شروع سے اس وقت تک آپ کی زندگی سپاہیانہ کاموں میں بسر ہوئی تھی اس لئے کسی قسم کا سرمایہ پاس نہ تھا۔صرف محنت اور مزدوری، جہاد کے مال غنیمت پر گزر اوقات تھی۔خیبر فتح ہوا تو حضور ﷺ نے آپ کو ایک خطہ زمین جاگیر عطا فرمائی۔جس طرح حضرت عمر فاروق نے اپنی خلافت میں باغ فدک کا انتظام بھی ان کے حوالہ کر دیا اور دوسرے صحابہ کی طرح ان کے لئے بھی پانچ ہزار درہم (ایک ہزار روپئے) سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا۔خلیفہ ثالث کے بعد جب مسند نشین ہوئے تو بیت المال سے بقدر کفاف روزینہ مقرر ہو گیا جس پر آخری زندگی تک قانع رہے۔

شجاعت

شجاعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مخصوص وصف تھا جس میں کوئی معاصر آپ کا حریف نہ تھا۔آپ تمام اہم غزوات میں شریک رہے۔اور سب میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اسلام میں سب سے پہلا غزوہ بدر پیش آیا۔اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا آغاز شباب تھا۔لیکن اس عمر میں بھی آپ نے جنگ آزما بہادروں کے دوش بدوش ایسی داد شجاعت دی کہ آپ اس کے ہیرو قرار پائے۔آغاز جنگ میں آپ کا مقابلہ ولید سے ہوا ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔پھر شیبہ کے مقابلہ میں حضرت عبیدہ بن حارث آئے۔اور اس نے ان کو زخمی کیا تو حضرت حمزہ اور حضرت علی نے حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔غزوہ احد میں کفار کا جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ کے ہاتھ میں تھا اس نے مبارزت طلب کی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی اس کے مقابلے میں آئے۔اور اس کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو فرط مسرت سے نعرہ تکبیر بلند فرمایا اور مسلمانوں نے بھی تکبیر کے نعرے لگائے۔

غزوۂ خندق میں بھی حضرت علی پیش پیش لڑتے رہے چنانچہ عرب کے مشہور پہلوان عمرو بن عبدود نے جب مبارزت طلب کی تو حضرت علی مرتضیٰ نے رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی تلوار عنایت فرمائی خود اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور دعا کی کہ خداوندا تو اس کے مقابلہ میں ان کا مددگار ہو۔اس اہتمام سے ابن عبدود کے مقابلے میں تشریف لے گئے اور اس کو زیر کر کے تکبیر کا نعرہ بلند فرما۔جس سے مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے حریف پر کامیابی حاصل کر لی۔

متفرقات

جامن (ہمدرد صحت دہلی)

آم اور جامن کا ساتھ ۔ ہند اور پاکستان دونوں ملکوں میں آم کے باغات میں دو چار درخت جامن کے بھی ہوتے ہیں جب تک جامنیں کچی رہتی ہیں ان کا رنگ سبز رہتا ہے ۔لیکن پکنے سے گہرے اودے رنگ کی ہوجاتی ہیں ،مزہ میٹھا کسی قدر کسیلا ہوتا ہے جامنیں کئی قسم کی ہوتی ہیں 1 ۔ بیدانہ جامن 2 ۔کاٹھا جامن 3 ۔بھدّ یا جامن بیدانہ جامن میں گودا زیادہ اور گٹھلی برائے نام ہتی ہے ۔ بھدّ یا جامن ضخامت میں چھوٹی ہوتی ہے ، یہ بھادون کے مہینہ میں بکتی ہے اس کو جموابھی کہتے ہیں کاٹھیا جامن میں گودا بہت کم اور گٹھلی بڑی ہوتی ہے ان کے علاوہ ارکاٹ (رواس) میں سفید جامنیں بھی ہوتی ہیں ۔ جامنیں ٹھنڈی بھی ہوتی ہیں ۔ بطور ایک پھل کے کھائی جاتی ہیں ان میں شکر ہوتی ہے اور فولاد بھی پایا جاتا ہے ، لہٰذا یہ بدن کو غذائیت دیتی ہیں ،لیکن گرانی اور قبض کی شکایت بھی پیدا کردیتی ہیں گرم مزاج اشخاص کے لئے بہت مناسب ہیں ۔خون اور صفرا کے غلبہ کو کم کرتی ہیں ، جگر کو قوت دیتیں اور اس کی غیر طبعی گرمی کو زائل کردیتی ہیں ، صفراوی دستوں کو روک دیتی ہیں معدہ اور آنتوں کو طاقت بخشتی ہیں ۔ جامنیں آم کے مصلح ہیں آم کھا کر چند جامنیں کھانے سے ان کے ہضم میں مدد ملتی ہے ، اسی طرح اگر جامنیں کھا کر آم کھا لیا جائے تو وہ گرانی اور قبض پیدا نہیں کرتیں ۔ جامنیں نہار منہ ہرگز نہ کھائیں ۔ نہار منہ کھانے سے پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے ۔ان کے کھانے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ جامنوں کو کسی برتن میں ڈال کر ان پر نمک چھڑک کر ملائیں ۔ جب ان پر نمک اچھی طرح لگ جائے تو کھائیں اس سے وہ خوش مزہ ہوجاتی ہیں اور شکم میں گرانی نہیں پیدا کرتیں ۔

ایک آم پر لفظ محمد اور دوسرے آم پر چاند تارا

شادرہ کے باغ میں سفید رنگ کے عجیب وغریب آم

(مورخہ 8 جولائی 1953 روزنامہ الکلام بنگلور سٹی

(لاہور 6 جولائی) معلوم ہوا ہے کہ شادرہ کے ایک باغ میں دو سفید آموں کو توڑا گیا جس میں سے ایک پر محمد دوسرے پر چاند تارا تھا ۔ بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ مسجد حاجی چیمبر لین روڑ کے مشہور حلوائی محمد عبداللہ آج اپنے آموں کے باغ شاہدرہ گئے اور ایک درخت پر جس میں تمام ہرے رنگ کے آم تھے دو بالکل سفید رنگ کے آم دیکھے ، جنہیں بڑے استعجاب کے ساتھ توڑا گیا ان سفید آموں پر قدرتی طور پر ایک پہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا اور دوسرے آم پر چاند اور تارا بنا ہوا تھا ۔ حاجی صاحب نے وہ آم بہت سے لوگوں کو دکھائے ۔حاجی صاحب ان آموں کی تصویر اتروائیں گے

کوہ ایورسٹ کی فتح

(ہفتہ وار" پیام مشرق" دہلی مورخہ 21 جو 1953 ۔ء)

دو جون کو ملکہ الزبتھ کی تاج پوشی کا دن تھا تمام دنیا کو یہ اطلاع ملی ک برطانوی کوہ نوردوں نے ایورسٹ کی چوٹی کو فتح کرلیا ہے ۔گزشتہ تیس برس سے یہ جدوجہد ہورہی تھی ۔ 29 مئی کو نیوزی لینڈ کا ایک ممبر تھا اور ایک نیپال کا باشندہ تین سنگ چوٹی پر پہنچنے میں کامیاب ہوگئے

گھاس کی روٹیا کھارہے ہیں

ہفتہ وار پیام مشرق دہلی مورخ 21 جون 1953

جودھ پور کی پرجا سوشیلسٹ پارٹی کے سکرٹری نے ایک بیان میں جودھ پور کے شمالی علاقوں کا حل بیان کرتے ہوئے کہ وہاں قحط کا یہ عالم ہے کہ لوگ گھاس کی روٹیاں پکا کر کھارہے ہیں انہوں نے کہا کہ شیڈول کاسٹ طبقہ کی حالت بہت خراب ہے ۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ اپنے ساتھ ان روٹیوں کے چند نمونے بھی لے آئے ہیں

کراچی میں نہرو کے استقبال کی شاندار تیاریاں

روزنامہ پاسبان بنگلور 12 جولائی 1935) کراچی 11 جولائی کراچی فڈریشن آف چیمبر آف کامرس نے اعلان کیا ہے کہ وزیر اعظم ہند ہنڈت نہرو کا شاندار استقبال کرنے کی تیاریاں کی جارہی ہیں ۔مسٹر نہرو 25 جولائی کو وزرائے اعظم ہندو پاکستان کی گفت وشنید کے لئے کراچی پہنچ رہے ہیں ۔